

اسلامی نقطہ نظر سے جدید اسلامی تدن کے تحقیق میں انسانی علوم کا کردار

The Role of Humanities in Realization of Modern Islamic Civilization from the Perspective of Islam

Open Access Journal

Qtlly. Noor-e-Marfat

eISSN: 2710-3463

pISSN: 2221-1659

www.nooremarfat.com

Note: All Copy Rights
are Preserved.

Syed Ali Rehber Jafri

B.S. Education, Faculty of social sciences and humanities, Al Mustafa International University, Qom, Iran.

E-mail: syedrehberjaffri@gmail.com

Abstract:

Humanities guide any society by shaping its social structure and deeply influencing the rise and fall of its culture and civilization. In fact, humanities form the foundation and soul of all other sciences and significantly contribute to the intellectual and civilizational development of society. These sciences do not emerge in a vacuum but are based on a specific worldview and a particular intellectual and epistemological understanding of humanity.

If humanities are founded on ideas like secularism or humanism, the society will reflect those ideologies. Conversely, if these sciences are developed based on the Islamic worldview and Islamic anthropology, they will pave the way for the establishment and advancement of Islamic civilization.

The paper examines the Islamic foundations of human sciences and their role in shaping a modern Islamic civilization. It focuses on identifying the intellectual and practical steps needed to reconstruct human sciences on Islamic principles and how these steps can guide the development of a contemporary Islamic civilization. According to this research,

humanities derived from Islamic teachings play a key role in the formation of modern Islamic civilization.

Keywords: Humanities, Islamic Teachings, Modern Islamic Civilization, Philosophical Foundations.

خلاصہ

انسانی علوم (Humanities) کسی بھی معاشرے میں رہنمائی کافریضہ سر انجام دیتے ہیں، کیونکہ یہ علوم نہ صرف معاشرتی ڈھانچے کی سمت متعین کرتے ہیں بلکہ تہذیب و تمدن کے عروج و زوال پر بھی گھرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانی علوم تمام دیگر علوم کی بنیاد اور روح کی حیثیت رکھتے ہیں، اور ان کا معاشرے کے فکری و تمدنی ارتقاء میں نمایاں کردار ہوتا ہے۔ یہ علوم کسی خلائیں جنم نہیں لیتے، بلکہ ان کی بنیاد ایک مخصوص تصور کائنات اور انسان کے بارے میں ایک خاص فکر اور تصور پر استوار ہوتی ہے۔

اگر انسانی علوم کی بنیاد سیکولرزم یا انسان پرستی (Humanism) جیسے نظریات پر رکھی جائے تو وہ معاشرہ انہی افکار کا عکس ہو گا۔ اس کے برخلاف اگر ان علوم کی تشكیل اسلامی تصور کائنات اور اسلامی تصور انسان پر کی جائے تو اس کے نتیجے میں اسلامی تمدن کے قیام اور ارتقاء کی راہ ہموار ہو گی۔ زیر نظر مقالے میں انسانی علوم کے اسلامی مبادی کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے، نیز جدید اسلامی تمدن میں ان علوم کے کردار کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

اس مقالے میں انسانی علوم کی اسلامی بنیادوں اور جدید اسلامی تہذیب کی تشكیل میں ان کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مقالے کا محور یہ ہے کہ انسانی علوم کو اسلامی بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے کون سے علمی اور عملی اقدامات ضروری ہیں نیز یہ اقدامات ہمیں کس طرح جدید اسلامی تمدن کی جانب لے جانے کا سبب بن سکتے ہیں۔ اس مقالہ کے مطابق، جدید اسلامی تمدن کی تشكیل میں اسلامی انسانی علوم ایک کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

کلیدی الفاظ: انسانی علوم، اسلامی انسانی علوم، جدید اسلامی تمدن، فلسفی مبادی۔

مقدمہ

علم، کسی بھی معاشرے کی فکری بنیاد اور تہذیبی ارتقا کا بنیادی ستون ہے۔ یہی وہ عنصر ہے جو ایک قوم کے تشخص، ترقی اور سماجی استحکام میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ علم کے ذریعے ایسے انسان تیار ہوتے ہیں جو معاشرے کی سمت متعین کرتے اور تمدنی زندگی کے توازن کو برقرار رکھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ علم اور تمدن کا باہمی تعلق نہایت گہرا ہے؛ معاشرتی اقدار، عدل کا قیام، اور فکری بیداری سب کچھ علم ہی کے ذریعے ممکن ہے۔

آج کی دنیا میں دو قسم کے متعدد معاشرے ہمارے سامنے ہیں:

ایک وہ مغربی معاشرہ جو خالص مادہ پرستی، الحاد اور سیکولر تصورِ انسان پر مبنی ہے، جہاں بظاہر ترقی تو نظر آتی ہے لیکن درحقیقت وہ اخطراب، بے سکونی اور روحانی خلاکا شکار ہے؛ خود کشیوں کی بڑھتی شرح اور داخلی ٹوٹ پھوٹ اس کی ناکامی کی علامت ہے۔

دوسری طرف، ایک ایسی اسلامی سوچ ہے جو ایک صالح اور با مقصد تمدن کی تشكیل کی خواہاں ہے۔ ایسا تمدن جو نہ صرف اسلامی فکر سے ہم آہنگ ہو بلکہ انسانی فطرت کی عکاسی بھی کرے۔

تمدن کے اس فکری و عملی سفر میں انسانی علوم (Humanities) کو ایک خالص مقام حاصل ہے۔ یہی علوم کسی بھی معاشرے کے سماجی شعور کی آبیاری کرتے، اقدار کی تشكیل کرتے اور رہنمائی کے اصول فراہم کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ انسانی علوم کیا ہیں، اور وہ اسلامی تمدن کے قیام میں کس طرح موثر کردار ادا کر سکتے ہیں؟

یقیناً، جب ہمارا ہدف اسلامی تمدن کا قیام ہو تو ہمیں ان ذرائع اور وسائل کا انتخاب بھی اسی مقصد کے مطابق کرنا ہو گا۔ اگر ہمارے وسائل خود مغربی یا غیر اسلامی فکر سے اخذ کیے گئے ہوں تو وہ ہمیں ہماری اصل منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔ ایک اسلامی تمدن کے لیے، ایسے انسانی علوم درکار ہیں جو اسلامی تصور کا نبات اور تصور انسان پر استوار ہوں تاکہ انسان اپنے مقصدِ تخلیق کی جانب رواں ہو سکے۔

سابقہ مطالعات

یہ موضوع بہت سے اسلامی مفکرین کے منظور نظر رہا ہے۔ ناہم اس موضوع پر اردو زبان میں کامنہ ہونے کے برابر ہے البتہ عربی، فارسی اور انگریزی زبان میں اس موضوع پر ایک اچھی تعداد میں کتابیں اور مجلات شائع ہوئے ہیں۔ جن کا سہارا لیتے ہوئے اس مقالہ کو تالیف کیا گیا۔ ان میں سے کچھ اہم کتابیں اور مقالات ذیل میں ہیں:

1. احمد حسین شریفی کی کتاب مہانی علوم انسانی اسلامی، کتاب انتہائی جامع ابحاث کی حامل ہے جو تقریباً ۹ فصول پر مشتمل انسانی علوم کے اسلامی ہونے پر بات کرتی ہے۔

2. تمدن اسلامی جس کتاب کی گرد آوری کرنے والے جناب محمد حسین علیجان زادہ ہیں۔ اس کتاب میں تمدن اسلامی کے موضوع پر حضرت اللہ خامنہ ای کے بیان کی جمع آوری کی ہے۔ کتاب ۵ حصوں پر مشتمل ہے اور نہایت نظرافت سے گردآوری کی گئی ہے۔

3. سید مہدی موسوی کی کتاب الگوہای کلان تولید علوم انسانی اسلامی در بستر انقلاب اسلامی جو کلی مباحث کے ساتھ متفکرین اسلامی کی آراء کو بھی ضمن میں لئے ہوئے ہے۔

4. درآمدی بر علوم انسانی اسلامی در اندیشہٴ حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای، سید مہدی موسوی کی ایک شاندار کتاب جو انسون نے آیت اللہ خامنہ ای کے بیانات کی روشنی میں اسلامی انسانی علوم کو بیان کیا ہے جس میں ایک اہم بحث روشن اجتہاد کو انسانی علوم کے اسلامی کرنے کی روشن کے طور پر متعارف کروایا گیا ہے۔
5. محمد بنی زادہ کا مبانی فلسفی و جایگاہ علوم انسانی در تمدن نوین اسلامی نامی مقالہ جو مجلہ اندیشہٴ تمدنی اسلام نے شائع کیا۔ جس میں مصنف محترم نے اسلامی تمدن تک رسائی کا واحد راستہ انسانی علوم کی اسلامیزیشن کو قرار دیا ہے۔
6. مہدی ابوطالبی کا مقالہ نقش علوم انسانی اسلامی در تمدن نوین اسلامی از نگاہ مقام معظم رہبری جو مجلہ تمدن نوین اسلامی جلد ۶ میں شائع ہوا۔
7. بائیسٹہٴ حاوی تحقیق علوم انسانی متناسب با تمدن نوین اسلامی عنوان مقالہ جو علی رضا شیرزاد اور علی الحامی کی تصنیف ہے مجلہ فصلنامہ تاریخ فرهنگ و تمدن اسلامی دورہ ۱۲ شمارہ ۲۰۲۵ میں شائع ہوا۔

کلیات و مفہوم شناسی:

1. انسانی علوم (Humanities)

انسانی علوم کی تشكیل ایسے دور میں ہوئی جب فکری فضا پر سائنسی اور تجربی علوم کا غالبہ تھا۔ تجربیت پسند مفکرین، جیسے جان لاک، جارج برکلے اور ڈیوڈ ہیوم نے انسانی فکر پر گہرے اثرات مرتب کیے، جبکہ عقليت پر مبنی افکار، مثلاً ڈیکارٹ، اسپینوزا اور کانت، اس ماحول میں نسبتاً بحدود نظر آتے ہیں۔ میسیونی صدی کے اوائل میں تجربیت پسندی اس حد تک غالب آ چکی تھی کہ تجربہ ہی ہر علم اور حقیقت کا واحد معیار بن گیا تھا۔ چنانچہ ان ہی بنیادوں پر تشكیل پانے والے انسانی علوم بھی اسی مخصوص تصور کائنات، علمیات (Epistemology) اور تصور انسان سے متاثر تھے۔ تاہم، میسیونی صدی کے آغاز میں بعض مفکرین نے ان علوم کو خالص تجرباتی رجحان سے نکالنے کی کوشش کی، اور ان کے لیے ایک متوازن اور جامع روشن متعارف کروائی۔ اس تحریک میں میکس و بیر، ہر برٹ مارکیوز، اور یورگن ہابر ماس جیسے دانشوروں کا اہم کردار تھا۔ لیکن اس کے باوجودہ، میسیونی صدی کے اختتام تک انسانی علوم کی ساخت اور بنیاد پر وہی ذہنیت چھائی رہی جو سائنسی تجربیت سے عبارت تھی۔^۱

جہاں تک انسانی علوم کی جامع تعریف کا تعلق ہے، تو اب تک کوئی ایسی متفقہ تعریف سامنے نہیں آسکی جس پر تمام مکاتب فکر کا اجماع ہو۔ بعض نے انسانی علوم کی تعریف کرتے ہوئے کہ انسانی علوم وہی علوم ہیں جو آج کل جامعات میں بعوان انسانی علوم پڑھائے جاتے ہیں جیسے نسیات، معاشرتی علوم، تعلیمات، کلام، فلسفہ، اخلاق،

فقہ اور حقوق۔² آیت اللہ مصباح یزدی³ نے علوم کی تقسیم بندی کرتے ہوئے علوم کو ریاضیات کے علاوہ تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

1. انسانی علوم: وہ علوم جن کا تعلق غیر جاندار مادہ سے ہوتا ہے، جیسے طبیعت (فخر کس)، کیمیا (یکمیٹری) وغیرہ۔

2. حیاتیاتی علوم: ایسے علوم جو جاندار مادہ، مثلاً پودوں، جانوروں یا انسانی جسم کے حیاتی پہلوؤں سے متعلق ہوتے ہیں، جیسے حیاتیات، نباتیات اور حیوانیات۔

3. انسانی علوم: وہ علوم جن کا موضوع انسان کا شعور، فکر، رویہ اور اس کی سماجی زندگی ہوتی ہے، جیسے اقتصاد، سیاست، تاریخ، تعلیم، نفسیات اور سماجیات۔⁴

بعض مفکرین کے نزدیک انسانی علوم کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ یہ وہ علوم ہیں جو انسان کے اعمال کی توصیف (Description)، وضاحت (Explanation)، تشریح (Interpretation) اور پیش گوئی (Prediction) کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ علوم انسانی افعال کو منظم (Organization) کرنے اور ان میں اصلاح یا بہتری (Reformation) لانے کا بھی فریضہ انجام دیتے ہیں۔⁴ اسی طرح رہبر انقلاب اسلامی، آیت اللہ سید علی خامنہ ای کے بیانات میں انسانی علوم کی کوئی مخصوص اصطلاحی تعریف تو موجود نہیں، تاہم انہوں نے علوم کی ایک جامع اور کلی تقسیم پیش کی ہے، جس میں علوم کو دو بنیادی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے:

1. انسانی علوم

2. مادی علوم

اس تقسیم کے تحت مادی علوم کو مزید دو ذیلی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے:

1. بنیادی یا نظریاتی علوم: جیسے ریاضیات، طبیعت، کیمیا وغیرہ۔

2. اطلاقی علوم (Applied Sciences): وہ سائنسی شعبے جن میں بنیادی علوم کے نظریات کو عملی شکل دی جاتی ہے۔ مثلاً بر قی مقناتیسیت جیسے بنیادی نظریے کی بنیاد پر موبائل فون جیسی ایجاد سامنے آئی، جو اطلاقی سائنس کا ایک مظہر ہے۔

البتہ آیت اللہ خامنہ ای کے بیانات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسانی علوم مخفن تو صیفی (Descriptive) یا تشرییگی (Interpretive) بیانات کا مجموعہ نہیں ہیں، بلکہ ان میں تجویزی (Normative) اور تلقینی (Prescriptive) پہلو بھی شامل ہیں۔ یعنی یہ علوم معاشرتی اقدار و ضوابط کا تعین کرتے ہیں اور معاشرے کی ترقی و رہنمائی کے لیے نہایت موثر ثابت ہوتے ہیں۔ انسانی علوم کی ماہیت تجویزی اور معیاری نوعیت کی حامل

ہے، جو معاشرتی اہداف کی وضاحت کرتے ہوئے نہ صرف دنیا کے واقعات و مظاہر کی تشریح کرتے ہیں بلکہ ان کے وجود اور معاشرتی تغیری پر بھی گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔⁵

2. اسلامی انسانی علوم

اسلامی دنیا میں انسانی علوم کے حوالے سے دونیادی نقطہ ہائے نظر پائے جاتے ہیں۔ ایک گروہ کا موقف ہے کہ علم ایک عالمگیر ہے جس میں اسلامی وغیر اسلامی یا مشرقی و مغربی کی کوئی تقسیم نہیں ہوتی۔ دوسرا گروہ اس سے اختلاف کرتے ہوئے موجودہ انسانی علوم کو تقسیمی اور غیر موثر قرار دیتا ہے، جس کے نتیجے میں معاشرتی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ پس ہمیں چاہئے کہ ان علوم کو اپنے لئے موثر بنائیں۔ اس بنا پر ہمارے پاس چار قسم کے نظریات سامنے آتے ہیں۔⁶

پہلی نظر: انسانی علوم میں تبدیلی

یہ ایک بہم تصور ہے، اور مختلف افراد اسے مختلف انداز میں سمجھتے ہیں۔ تاہم، اس نظریے کی خصوصیات ذیل میں ہیں:

- موجودہ انسانی علوم ہماری ضرورتوں کے مطابق فائدہ مند نہیں ہیں۔
- یہ علوم معاشرتی پسماندگی کا سبب ہیں۔
- تبدیلی کا کم از کم مطلب یہ ہے کہ ہمیں ان علوم میں نئی معلومات کا اضافہ کرنا چاہیے اور موجودہ نظریات سے آگاہی حاصل کرنی چاہیے۔

دوسری نظر: انسانی علوم کو اپنے نظام فکری کے مطابق ڈھالنا

اس نظریے کے مطابق:

- مغرب میں راجح انسانی علوم ہمارے معاشرے کے لیے کار آمد نہیں۔
- مغربی انسان کے اعمال ہمارے انسانوں سے مختلف ہیں، لہذا وہی انسانی علوم یہاں موثر نہیں ہو سکتے۔
- ہمیں اپنے ملک، قوم، اور معاشرے کی ضروریات کے مطابق انسانی علوم تحلیق (Develop) کرنے چاہیں۔

اس نظریے کی بنیاد یہ مفروضے ہیں:

1. راجح انسانی علوم کے مفہوم عالمی سطح پر انسان کی فطرت کو مدد نظر رکھتے ہوئے نہیں بنائے گئے۔

2. ہم صرف ان علوم کو نقد نہیں کر رہے، بلکہ سوال یہ ہے کہ ہمارے لیے غیر مفید علوم پر اتنی سرمایہ کاری کیوں ہو رہی ہے؟

3. ہمیں ایسے علوم پر خرچ کرنا چاہیے جو ہماری ترقی کا ذریعہ نہیں۔

تیسرا نظر: انسانی علوم کو اسلامی بنانا

انسانی علوم کو اسلامی کرنا یا اسلامی سازی علوم انسانی ایک ایسی اصطلاح ہے جو مسلمان مفکرین جدید علوم کو سامنے رکھتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔ یہ اصطلاح دو الگ معنی رکھتی ہے۔

1. معنی میں یہ دوسری نظر کے مساوی ہے۔ اس توجہ کے ساتھ کہ ہمارا معاشرہ ایک اسلامی معاشرہ ہے اور ہم مسلمان ہیں۔ اس بنابر یہ انسانی علوم اسلامی ہونے چاہیں۔

2. ہمارا وظیفہ یہ ہے کہ ہم ان علوم کو اسلام کے سماجی اقدار کے مطابق تحلیق کریں (اس کی آگے بات کریں گے) اس اصطلاح میں انسانی علوم کا اسلامی ہونا اسلامی انسانی علوم کے مساوی ہے کہ ادبیات عرب میں اس کے لئے دو اصطلاح بیان ہوئی ہیں۔ (الف) اسلامی للعلوم یا معرفت کو اسلامی کرنا۔ (ب) التوجیہ الاسلامی للعلوم یعنی اسلام کی نظر ان علوم کے حوالے سے کیا ہے، بیان کرنا۔

چوتھی نظر: اسلامی انسانی علوم

اسلامی انسانی علوم ایک مخصوص قدم کا (Epistemological Model) ہے۔ یہ نظر مدعی ہے کہ یہ دوسرے تمام نظریات سے بہتر، صحیح اور کار آمد نظر ہے۔⁷ اس نظر سے مراد یہ ہے کہ انسانی علوم اس وقت اسلام کی صفت سے متصف ہو سکتے ہیں جب کہ یہ علوم، اسلام کے اصول و مبادی کے ساتھ سازگار ہوں۔ یعنی نفسیات، عمرانیات وغیرہ کو اس وقت اسلامی کہا جائے گا جب ان علوم کے مبادی ہستی شناسی (وجودیات، Ontology)، معرفت شناسی (علمیات، Epistemology)، انسان شناختی، ارزش شناختی (علم الاقدار، Axiology) اور روشن شناسی (Methodology) تمام اسلام کے موردن قبول ہوں۔⁸

اسلامی انسانی علوم پر آیت اللہ خامنہ ای کی نظر: آیت اللہ خامنہ ای کے بیانات اور آثار کے مجموعے میں "اسلامی سازی علوم انسانی" یا "انسانی علوم کو اسلامی بنانا" جیسے جملے صراحت کے ساتھ استعمال نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ اس موضوع کو ایک زیادہ دقتی اور درست تعبیر کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ ان کے مطابق "انسانی علوم کو اسلامی کرنے" کے بجائے "انسان اور انسانی علوم میں اسلامی تفکر کرنا" یعنی انسان سے متعلق مسائل اور انسانی علوم کے بارے میں اسلامی زاویہ فکر سے غور و فکر کرنا زیادہ مناسب ہے۔⁹

ان کے اس موقف سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انسانی علوم کو بغیر تقدیم یا تحقیق کے صرف اخذ کرنا اور پھر ان پر کچھ اصلاحی نوٹس لگادینا، کافی نہیں ہے۔ بلکہ ان کے مطابق انسانی علوم کی تدوین اسلامی بنیادوں پر ہونی چاہیے، یعنی ایسے بنیادی نظریات اور اصولوں پر جو مغربی افکار سے جدا اور اسلامی فکر و تصور کا نات سے ہم آہنگ ہوں۔

آیت اللہ خامنہ ای اپنے ایک بیان میں صراحت سے فرماتے ہیں:

”مغرب کے دیئے ہوئے انسانی علوم پر صرف حاشیہ لگانے سے کہ یہاں غلطی ہے، یہاں درستی ہے۔

اسلامی انسانی علوم تشكیل نہیں پاتے۔“¹⁰

نیز وہ تاکید کرتے ہیں کہ:

”ضروری ہے کہ پوری سنجیدگی کے ساتھ کوشش کی جائے کہ انسانی علوم کی بنیاد اسلامی فکر، اسلامی زاویہ نگاہ اور اسلامی تصور کا نات پر رکھی جائے اور ان علوم کو اسی اساس پر نئے سرے سے مرتب کیا جائے۔“¹¹

یہ موقف ظاہر کرتا ہے کہ اسلامی معاشرے کی تشكیل اور سعادت کی جانب پیش قدمی کے لیے موجودہ مغربی ماذر کی اصلاح کافی نہیں، بلکہ ایک مکمل تبادل نظام فکر کی ضرورت ہے، جو اسلامی تعلیمات پر بنی ہو اور انسانی فلاح کا تصور و حجی کے معیار کے مطابق پیش کرے۔

تمدن کیا ہے؟

(الف) تمدن کا لغوی معنی: ”تمدن“ عربی زبان کا لفظ ہے جو باب تعلق کا مصدر ہے۔ لغوی اعتبار سے اس کا مادہ مدن ہے، جس کا معنی ”کسی جگہ رہائش اختیار کرنا“ ہے۔ اسی وجہ سے ”مدینہ“ کو شہر کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں لوگ سکونت پذیر ہوتے ہیں۔ ابن مَدِینَةِ أَیِّ الْعَالَمِ بِأَمْرِهَا (ابن منظور)¹² یا وِيَقَالُ لِلرَّجُلِ الْعَالَمِ بِالْأَمْرِ (هو) وابن مَدِینَةِ أَیِّ الْعَالَمِ بِأَمْرِهَا (فراء ہیدی)¹³ یعنی ایک آدمی کو شہر کا یہا اس وقت کہا جاتا ہے جب اس کو اس شہر کے بارے میں علم ہو۔ جب ”مدن“ کا مادہ باب تعلق میں آتا ہے تو یہ اثر پذیری اور مطاوعت کے معنی دیتا ہے، یعنی شہر نشینی یا شہری اخلاق و کردار اپنانا، اور جہالت و سخت مزاجی سے نکل کر انس و معرفت کی حالت میں داخل ہونا۔ لغوی اعتبار سے، تمدن کے معنی ہیں:

- جہالت سے نجات پا کر انسانی آداب و رسوم اپنانا
- ترقی و ارتقاء کی راہ پر گامزن ہونا

یہ لفظ اپنے مجازی استعمال میں "تربیت" اور "ادب" کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔¹⁴ لہذا اردو زبان میں تمدن کے معنی تہذیب، شائستگی، طرز معاشرت بیان کیے جاتے ہیں¹⁵ جب کہ انگریزی میں اس کا ترجمہ Civilization کیا گیا ہے۔¹⁶

ب) تمدن کا اصطلاحی معنی: ول ڈیورانٹ کے مطابق تمدن ایک ایسا سماجی نظام ہے جو ثقافتی تخلیق کو فروغ دیتا ہے۔ اس کے چار بنیادی عناصر ہیں:

1. اقتصادی انتظام

2. سیاسی تنظیم

3. اخلاقی روایات

4. علم و فنون کی جستجو

تمدن کی ابتداؤں سے ہوتی ہے جہاں انتشار اور بے امنی ختم ہو جاتی ہے، کیونکہ جب خوف پر قابو پالیا جاتا ہے تو انسان کی جستجو اور تخلیقی قوتیں آزاد ہو جاتی ہیں، اور وہ فطری طور پر زندگی کی سمجھ بوجھ اور اس کی خوبصورتی کے اظہار کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔¹⁷

ہری لوکاں کے مطابق تمدن ایک باہم گندھی ہوئی حقیقت ہے جو نام سماجی، اقتصادی، سیاسی، فکری اور ثقافتی مسائل کے ساتھ ساتھ فن و ادب، تفریح، علم، ایجادات، فلسفہ اور مذہب جیسے پہلوؤں کو بھی اپنے دائرے میں شامل کرتا ہے۔¹⁸ اس بنابر، لوکاں کے نظریے کے مطابق تمدن ایک جامع سماجی نظام ہے جس کے اندر مختلف ذیلی نظام (sub-systems) موجود ہوتے ہیں، جیسے کہ سیاسی نظام، اقتصادی نظام، اور تعلیمی و تربیتی نظام وغیرہ۔ یہ تمام ذیلی نظام مل کر تمدن کی کلی ساخت تشكیل دیتے ہیں۔ آیت اللہ جوادی آملی (دامت توفیقاتہ) کے نزدیک تمدن کے دو معنی ہیں:

الف: تمدن سے مراد سماجی طور پر زندگی گزارنا ہے، کیونکہ خداوند متعال نے انسان کی ساخت اس طرح بنائی ہے کہ وہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے دوسروں کے ساتھ زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔

ب: تمدن کا دوسرا معنی حق پر مبنی ہونا اور سماجی عدالت کا حامل ہونا ہے، جو انسان کی فطرت کا تقاضا ہے، نہ کہ صرف اس کی طبیعت کا۔

وہ اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں: "انسان فطرتاً مہذب، خدا شناس، سماجی انصاف کا خواہاں، اور اپنے ہم منوعوں کی مدد کرنے والا ہے۔"¹⁹

رہبر معظم آیت اللہ خامنہ ای کے مطابق: تمدن ایک فضائی مانند ہے کہ انسان اس فضائی میں معنوی اور مادی لحاظ

سے رشد کرتا ہے اور اپنے ہدف تک پہنچتا ہے کہ جس ہدف کے لئے خدامتعال نے اس کو خلق فرمایا ہے۔²⁰ اپنی ایک تقریر میں یوں بیان فرماتے ہیں: ایک متمدن معاشرہ، وہ ہے جس معاشرہ میں خدا کی حکومت ہو، اس معاشرے کے قوانین خدا کی ہوں، حدود الٰہی اس معاشرے میں لاگو ہوں، کسی کا عزل یا نصب خدا کرے اور اس معاشرے میں سب کا حاکم فقط خدا ہو۔²¹

جدید اسلامی تمدن سے کیا مراد ہے

آیت اللہ خامنہ ای کے مطابق جدید اسلامی تمدن کا بنیادی تصور پیشافت ہے۔ پیشافت سے مراد ایسی مسلسل اور ہم گیر ترقی ہے جو کبھی رک نہیں بلکہ آگے بڑھتی رہے اور جس میں ارتقاء کا عنصر موجود ہو، کیونکہ انسانی صلاحیتیں لاحدہ ہیں۔ سوال یہ ہے کہ: یہ ترقی کس سمت ہو؟ اس کا جواب ہے کہ یہ ترقی زندگی کے تمام پہلوؤں میں ہو مادی، معنوی، اخلاقی اور علمی یعنی انسان کی مجموعی زندگی کا احاطہ کرے۔ یہ صرف ظاہری اور مادی شعبوں تک محدود نہ ہو جیسا کہ مغربی ترقی میں دیکھا جاتا ہے، بلکہ اس میں معاشرت، اخلاقیات اور روحانیت کے تمام پہلو شامل ہوں۔ یہی ہم گیر اور متوازن ترقی جدید اسلامی تمدن کی اصل روح ہے۔ اس جدید اسلامی تمدن کے دو اہم حصے ہیں۔

1. آله جاتی (ابزاری) حصہ

2. حقیقی (بنیادی) حصہ

1. آله جاتی حصہ میں وہ تمام وسائل اور ذرائع شامل ہیں جو کسی قوم یا ملک کی ترقی کے لیے ضروری سمجھے جاتے ہیں، جیسے علم و دانش، سائنسی تحقیقات، صنعت، سیاست، معیشت اور بین الاقوامی تعلقات۔ یہ تمام عناصر بذاتِ خود مقصد نہیں بلکہ تمدن کے حقیقی حصے تک رسائی کا ذریعہ ہیں۔

2. حقیقی یا بنیادی حصہ وہ ہے جو زندگی کی اصل روح اور طرزِ زندگی کو تشكیل دیتا ہے۔ اس میں خاندانی نظام، شادی بیاہ کے طریقے، رہائش کے انداز، کھانے پینے کی عادات، تفریحات، زبان و رسم الخط، دوسروں کے ساتھ تعلقات، صفائی سترہائی اور وہ تمام پہلو شامل ہیں جو روزمرہ زندگی کی پہچان بنتے ہیں۔ یہی حقیقی حصہ دراصل ایک تمدن کا قلب و جگر ہے، جس کے بغیر محض مادی ترقی ایک ہو کھلاڑھانچہ بن جاتی ہے۔²²

آیت اللہ خامنہ ای اس وضاحت کے لیے ایک بامعنی تشبیہ دیتے ہیں کہ آله جاتی حصہ کو تمدن کا "ہارڈ ویر" اور حقیقی حصہ کو "سافٹ ویر" کہا جاسکتا ہے۔²³

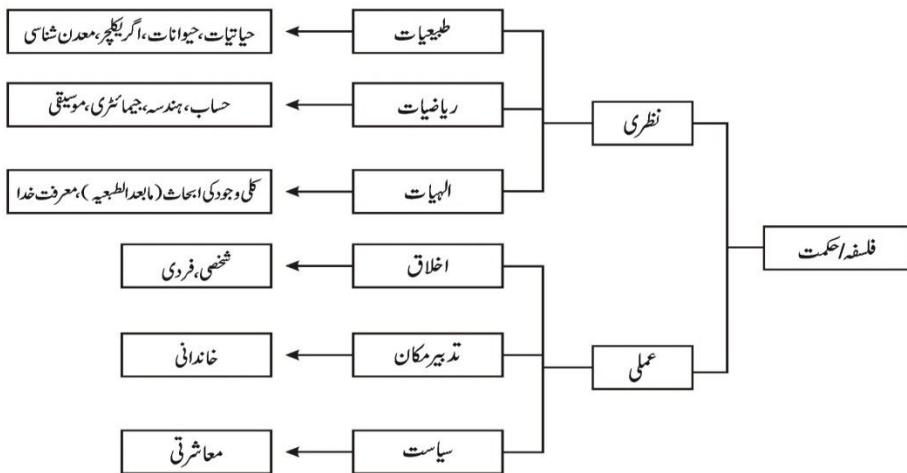
انسانی علوم اور تمدن کا تعلق

مسلم مفکرین نے انسانی علوم کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں، جو نہ صرف علمی تاریخ میں اہم مقام

رکھتی ہیں بلکہ جدید انسانی علوم کی بنیاد بھی فراہم کرتی ہیں۔ انہوں نے اسلامی معارف اور غیر اسلامی علمی ذخائر (یونان، ایران، ہندوستان) کو یکجا کر کے اسلامی تناظر میں نئے علوم کی بنیاد رکھی۔

حکماء اسلام جیسے کندی اور فارابی نے "انسانی علوم" کو علوم کی درجہ بندی میں شامل کیا اور اسے اسلامی فلسفے اور علمیت کے مطابق نئی شکل دی۔ مسلم دانشور محض ترجمہ تک محدود نہ رہے بلکہ غیر اسلامی علوم کو اسلامی عقلیات اور نقلیات کی روشنی میں تدقیدی طور پر اصلاح کیا، یونانی فلسفے، ایرانی اخلاقیات اور ہندوستانی ریاضی کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالا۔ ان کی علمی خدمات آج بھی جدید انسانی علوم کی بنیاد ہیں۔²⁴ جیسے فارابی کا "مدینہ فاضلہ" سیاسی فلسفے پر اثر رکھتا ہے اور ابن خلدون کی "عمرانیات" جدید سماجی علوم کی اساس ہیں۔

مسلم مفکرین کی یہ علمی روایت نہ صرف ماضی کا احاطہ کرتی ہے بلکہ موجودہ دور میں جب ہم جدید اسلامی تہذیب کی تشكیل نو کی بات کرتے ہیں، تو انہی بنیادوں سے استفادہ کرنا واقعہ کیا ہم ضرورت ہے۔ انسانی علوم کی اسلامی تشكیل جدید درحقیقت اسی عظیم علمی و ریاضی کی معاصر شکلیں ہیں جو ہمیں ایک متوازن اور فطری معاشرتی نظام کی جانب رہنمائی فراہم کر سکتی ہیں۔ ملاحظہ ہو ارسطو کے مطابق فلسفہ احکمت کی تقسیم²⁵ :



البتہ یہ جانتا جائے کہ خاندان اور فردوں کو معاشرے کا جزا لینیک ہے تو جو علوم معاشرے کے لئے ہیں ان کا تعلق فرد اور خاندان سے بھی ہو گا۔

انسانی علوم کی نوعیت اور دائرہ کار کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے بنیادی فلسفیانہ مباحثہ کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ اسلامی فلسفہ کی رو سے فلسفہ اولیٰ (الہیات) تمام علوم میں اعلیٰ مقام رکھتا ہے، جس کے مباحثہ میں وجودیات (ہستی

شناشی)، تصور انسان اور علمیات شامل ہیں۔ یہی وہ بنیادی علمی ستون ہیں جن پر دیگر تمام علوم کی عمارت قائم کی جاتی ہے۔

جب فلسفہ اولی میں انسان کی ہستی، اس کے مراتب وجودی یعنی آگاہی، ارادہ، اور مقصد کو ثابت کر دیا جاتا ہے، تو اس کے بعد "حکمت عملی" یا "انسانی علوم" کی تشكیل کا مرحلہ آتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے انسانی جسم کی حقیقت واضح ہو جانے کے بعد علم طب کی ضرورت پیش آتی ہے۔

یہاں ایک اہم سوال جنم لیتا ہے کہ کیا علم طب کو بھی انسانی علوم میں شمار کیا جائے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انسانی علوم صرف انہی افعال سے متعلق ہوتے ہیں جو انسان کے ارادہ و اختیار کے تحت انجام پاتے ہیں، جبکہ طب کا تعلق ان افعال سے ہے جو غیر ارادی (involuntary) ہوتے ہیں۔²⁶ فارابی کے فلسفیانہ نظام میں انسانی علوم جنہیں وہ "علم مدنی" کہتے ہیں، کامر کر انسان کے ارادی افعال اور ان افعال کے پیچھے کا فرماء اخلاقی ملکات ہیں۔ ہر ارادی فعل کسی نہ کسی مقصد کے تحت انجام پاتا ہے، اور انسانی علوم انہی مقاصد اور ان کے اثرات جو انفرادی، سماجی اور عالمی سطح پر مرتب ہوتے ہیں کا تجزیہ کرتے ہیں۔²⁷ حکیم ابو نفر فارابی ان علوم کے مباحث کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:



یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ فارابی اور دیگر مسلم مفکرین کی نظر میں انسانی علوم کا دائرة محض موجودہ سماجی صور تحال کی تو پنج یا تجزیہ تک محدود نہیں، بلکہ ان کا ایک اہم فریضہ یہ بھی ہے کہ وہ اس مثالی معاشرے کی خصوصیات پر روشنی ڈالیں جس کی انسان آرزو رکھتا ہے۔ مزید برآں، ان علوم کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے عملی خطوط فراہم کریں جن کی بنیاد پر معاشرے میں ثابت تبدیلی، اصلاح اور انسانی سعادت کی جانب پیش رفت ممکن ہو۔²⁸

البتہ یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ ان علوم کی تجویزات اور تشریحات، ہر معاشرے میں موجود تصور انسان اور تصور سعادت پر مختص ہوتی ہیں۔ یعنی کوئی بھی معاشرہ انسان کی معرفت اور خوشبختی کے جو پیانے مقرر کرتا ہے، وہی پیانے انسانی علوم کے دائرة کا اور اہداف کو متعین کرتے ہیں۔ لہذا اگر ہم ایک اسلامی معاشرے کی تشكیل کے خواہاں ہیں۔ ایک ایسا الہی معاشرہ جہاں سماجی عدل، معنویت اور روحانی ارتقاء کا غلبہ ہو تو لازم ہے کہ ہم ان علوم کا

سہارا لیں جو ہمیں اس مقصد کی جانب رہنمائی فراہم کریں۔ وہ علوم جو ہمیں اسلامی تمدن کے حقیقی تصور تک پہنچا سکیں۔ دوسرے الفاظ میں، جب تک ہم انسانی علوم کو اسلامی تعلیمات، اصولوں اور مقاصد کے مطابق استوار نہیں کرتے، اُس مطلوبہ جدید اسلامی تمدن تک رسائی ممکن نہیں۔²⁹

اب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کون سے فلسفی مبادی ہیں جن پر انسانی علوم کو استوار ہونا چاہیے تاکہ وہ اسلام کے مطابق بن سکیں نیز ذیل میں ان مبادی پر مغربی اور اسلامی نظر کا جائزہ بھی شامل ہے۔

اسلامی انسانی علوم کی تدوین کے فلسفی مبادی

یہ بات مسلم ہے کہ انسانی علوم ہمیشہ اُن فکری اور فلسفی بنیادوں سے اثر لیتے ہیں جو کسی معاشرے میں غالب ہوں۔ قابلِ توجہ امر یہ ہے کہ کسی بھی علم کے بنیادی اصول صرف اس کے موضوع، طریقہ کار یا مسائل ہی پر اثر انداز نہیں ہوتے، بلکہ اس کے مقصد اور غایت کی تعین میں بھی کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ کسی علم کے مبادی اس کی سمت اور رخ کو یکر بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اگر یہ مبادی دینی ہوں تو وہ علم بھی دینی شمار ہو گا، اور اگر یہ غیر دینی یا سیکولر بنیادوں پر قائم ہوں تو وہ علم بھی اپنی ماہیت میں غیر دینی ہو گا۔

بھی نکتہ اس حقیقت کی بنیاد ہے کہ اگر ہم ایک جدید اسلامی تمدن قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ایسے علوم کی ضرورت ہے جن کے فلسفی و فکری مبادی اسلامی اصولوں پر استوار ہوں، تاکہ وہ ہمارے لیے حقیقی رہنمائی فراہم کر سکیں۔ اب ہم اس امر کا جائزہ لیں گے کہ وہ کون سی علمیات (Epistemology)، ہستی شناسی (Ontology) اور تصورِ انسان (Anthropology) ہے جو اسلامی انسانی علوم کی فکری بنیاد فراہم کر سکتی ہیں اور جدید اسلامی تمدن کے قیام اور اس کے استحکام میں حقیقی طور پر کار آمد ثابت ہوں:

1. علمیات (Epistemology)

اسلامی انسانی علوم کی تشكیل میں ایک بنیادی مبدأ، نظریہ علم یا علمیات ہے، جو انسانوں کی اگاہی یعنی علم اور اس اگاہی کے صحیح یا غلط ہونے کے معیار سے بحث کرتا ہے۔³⁰ عصر حاضر میں ہمارے سامنے دو بڑے فکری رجحانات پائے جاتے ہیں:

1) دینی نقطہ نظر

2) سیکولر نقطہ نظر

ان دونوں رجحانات کے زیر اثر جو علم پیدا ہوتا ہے، اس کی سمت اور بنیاد بھی ابھی کے مطابق طے پاتی ہے۔ سیکولر فکر میں علم کی تخلیق اور اس کی سمت متعین کرنے والا صرف انسان کو مانا جاتا ہے، اور علم کے مأخذ بھی وہی

ہوتے ہیں جو انسان اپنی صوابید سے طے کرے۔³¹ مغربی فلسفے نے عقل کو فردی اور سماجی مسائل حل کرنے کا بنیادی وسیلہ مانا، لیکن رفتہ رفتہ علم کے دائرے کو مزید محدود کرتے ہوئے اسے صرف تجربے تک محصور کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جو چیز تجربے میں نہ آسکے، اسے حقیقت یا علم کا درجہ ہی نہ دیا جائے۔³² اس نقطہ نظر نے انسانی علوم کو حیاتیاتی اور طبیعی علوم کے مساوی سطح پر لاکھڑا کیا۔ معروف ماءِ نفیسات ولیم جیمز نے اپنی ایک کتاب میں یہاں تک کہ نفیسات بھی محض ایک طبیعی علم ہے۔³³

اس طرز فکر کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس میں وحی اور دیگر دینی معارف کو علم کے ذرائع سے یکسر خارج کر دیا گیا، کیونکہ یہ تجربہ کا ہمیں پر کھے جاسکتے۔ البتہ اسلامی نقطہ نظر یہ نہیں کہ تجرباتی طریقہ کو رد کر دیا جائے، بلکہ یہ اعتراض ہے کہ معرفت کے دائرے کو صرف اسی میں محدود نہ کیا جائے۔ اسلامی فکر کے مطابق معرفت حاصل کرنے کے چار بنیادی ذرائع ہیں:

(1) وحی (Revelation)

(2) عقل (Reason)

(3) حس (Sense perception)

(4) شہود³⁴ (Intuition/Inner vision)³⁵

ہمیں چار ذرائع انسان کو دیگر حیوانات سے ممتاز کرتے ہیں۔ چنانچہ اسلامی انسانی علوم میں تجرباتی، عقلی اور نقطی تمام روشنوں کو یکجا کر کے استعمال کیا جاسکتا ہے، تاکہ علم نہ صرف دنیاوی حقائق سے ہم آہنگ ہو بلکہ وحی اور الہی ہدایت سے بھی جڑا رہے۔

2. وجودشناسی (Ontology)

وجودشناسی ہستی کی حقیقت اور اس کی انواع کے بارے میں بحث کرتا ہے نیز کلی موجودات کے ایک دوسرے سے رابطہ کو بھی بیان کرتا ہے۔³⁶ مغربی معاشروں میں جب علم و معرفت کے ذرائع کو محض عقل اور پھر تجربے تک محدود کر دیا گیا، اور شاختہ کا پیانہ صرف تجرباتی آلات کو مانا گیا، تو وقت گزرنے کے ساتھ فلسفی اور دینی وجودشناسی کی جگہ تجربی وجودشناسی نے لے لی۔³⁷ اس محدود زاویہ نگاہ کے باعث، وجود کے بہت سے بنیادی پہلو، جیسے تخلیق کا مقصد یا کائنات پر حاکم قوانین، ان کی نظر سے او جھل ہو گئے۔ اس کے نتیجے میں انسانی علوم کی وہ بنیادیں تشكیل پائیں جو سراسر سیکولر تصور کائنات پر قائم تھیں۔ مکتب انسان پسندی (Humanism) اس کا نمایاں نمونہ ہے، جو ایک الی دنیا کا خواہاں ہے جہاں انسان ہر قسم کی قیود سے آزاد ہو اور اپنے مادی اہداف تک

بآسانی پہنچ سکے۔ اس کے برعکس، دینی وجود شناسی میں کائنات کے قوانین اور اصول واضح اور مقرر ہیں، تاکہ انسان اپنی ضروریات کو معاشرتی دائرے میں رہ کر پورا کرے اور آخر کار بندگی الہی کے حقیقی مقصد تک پہنچ سکے۔³⁸ اسلامی فکر میں وجود شناسی کے اصول و مقاصد انتہائی اہمیت رکھتے ہیں۔ ان سے صرف نظر کر کے ایسے انسانی علوم تشکیل نہیں دیے جاسکتے جو جدید اسلامی تمدن کی بنیاد رکھ سکیں۔ مثال کے طور پر، اگر کسی انسان کا تصور کائنات یہ ہو کہ دنیا دکھ اور رنج سے بالکل خالی ہے، تو لازمی نتیجہ یہ نکلے کہ وہ زندگی کو محض خواہشات اور لذتوں کی تشکیل تک محدود سمجھے گا۔ اس کا نفیاً اثیر یہ ہو گا کہ اپنے مقاصد تک پہنچنے کے لیے وہ ہر جائز و ناجائز طریقہ اختیار کرنا درست سمجھے گا۔ جو کہ اسلامی تعلیمات سے سراہر متعادم ہے۔

المذا، انسانی علوم کی تشکیل میں اسلامی وجود شناسی کو بنیاد بنا ضروری ہے، تاکہ وہ نہ صرف سچائی اور مقصدیت پر مبنی ہوں بلکہ جدید اسلامی تمدن کے قیام میں عملی کردار ادا کر سکیں۔

3. تصور انسان (Anthropology)

تصویر انسان سے مراد انسان کی حقیقت، اوصاف اور تعریف کا مطالعہ ہے، جو انسانی علوم کی سمت اور مقصد طے کرتا ہے۔ مغربی تمدن میں یہ تصور سیکولر فکر اور انسان پسندی (Humanism) پر مبنی ہے، جو انسان کو اپنی خواہشات کامال ک اور اپنی تقدیر کا خالق سمجھتی ہے۔ یہ نظریہ خدا اور وحی کی رہنمائی کو رد کرتا ہے اور انسان کو دینی حدود سے آزاد قرار دیتا ہے۔ اس کے برعکس، اسلامی تصور انسان انسان کو عبدِ خدا، خلیفۃ اللہ، اور اخلاقی و روحانی کمال کا ذمہ دار مانتا ہے۔ یہی تصور اسلامی انسانی علوم اور اسلامی تمدن کی فکری بنیاد فراہم کرتا ہے۔³⁹ اسلام کی نگاہ میں انسان بے شک خلقت میں سب سے بلند ہے، مگر یہ برتری انسانوں کی دوسرے انسانوں سے روابط میں نہیں ہے بلکہ دوسری طرف ایک ایسی قدت ہے جو انسانوں سے برتر اور اس سے اعلیٰ ہے، موجود ہے۔ دوسرے الفاظ میں محور عالم اور خلفت انسان نہیں ہے بلکہ عالم کی محوریت ارادہ الہی کو حاصل ہے اور انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی اطاعت کرے۔⁴⁰

امام خمینیؑ کے نزدیک انسان ایک کثیر البعد مخلوق ہے، جو تین عوالم یا مراتب میں بیک وقت زندگی بسر کرتا ہے:

- 1) عالم غیب و عقل - جہاں انسان کی عقل و فکر حقائق کو سمجھنے اور کمال کی تلاش میں سرگرم رہتی ہے۔
- 2) عالم بُرزن و مقام خیال - جو انسان کے قلب، احساسات اور باطنی کیفیتوں کا مرکز ہے اور تزکیہ و تربیت کا محتاج ہے۔

3) عالم دنیا و مقام ملک - جہاں انسان کا ظاہر، اعمال اور مادی زندگی سے متعلق پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔

ان کے مطابق انسان کی عقل فطری طور پر کمال پسند اور کمال کی محتاج ہے، اس کا قلب تزکیہ و تربیت کا محتاج ہے،

اور اس کا خلاہ ہر عمل کا محتاج ہے۔ انبیاء و اولیاء کے دستورات کا مقصد یہی ہے کہ:

• عقل کو حقیقی کمال تک پہنچایا جائے،

• قلب کو پاکیزہ اور الہی صفات سے مزین کیا جائے،

• اور اعضا و جوارح کو صالح عمل میں مشغول کیا جائے۔⁴¹

اس طرح انسان اپنی تمام ترجیحات میں متوازن ترقی کرتا ہے اور الہی ارادے کے مطابق اپنے مقام بندگی کو حاصل کرتا ہے۔

آیت اللہ خامنہ ای، حدیث «مَاعِدَّ بِهِ الْجَنْبُونُ⁴²» پر استناد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انسانی تربیت میں سب سے پہلا مرحلہ عقل ہے، اس کے بعد حلم (بردباری و تحلل) اور پھر علم آتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے فرمان: فَتَشَعَّبَ مِنَ الْعُقْلِ الْحَلْمُ وَمِنَ الْحَلْمِ الْعِلْمُ ..⁴³ کی روشنی میں وہ اس حقیقت پر زور دیتے ہیں کہ:

• سب سے پہلے عقل، حلم کو جنم دیتی ہے؛ یعنی انسان میں تحلل، برداشت اور بردباری کی کیفیت پیدا کرتی ہے۔

• جب حلم کی یہ صفت مضبوط ہو جاتی ہے تو یہ علم کے حصول کے لیے زینہ فراہم کرتی ہے۔

پس آیت اللہ خامنہ ای کے مطابق علم کا مقام، حلم اور اخلاق کے بعد آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تربیت میں علمی ترقی سے پہلے شخصی کردار، اخلاقی صفات اور ضبطِ نفس کی تربیت پر زور دیا جاتا ہے تاکہ علم، انسان کی کمال یافتہ شخصیت کا حصہ بن سکے اور محض ایک مادی ہنر نہ رہ جائے۔⁴⁴

اب اس تصور انسان کو مدد نظر رکھتے ہوئے جو علوم تدوین ہوں گے وہ جدید اسلامی تہذیب کے تحقیق کے لئے ہماری مدد کر سکیں گے۔

انسانی اسلامی علوم اور جدید اسلامی تہذیب

علم، ہر ترقی کا مقدمہ ہے۔ اس حوالے سے آیت اللہ خامنہ ای فرماتے ہیں "ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم تمام علوم میں پیدائش علمی کو مدد نظر رکھیں۔ ممالک کے آپس کے علمی روابط برآمدی اور درآمدی ہونا چاہئے اور اس میں تعادل و توازن کو برقرار رکھنا چاہئے۔ علم کو حاصل کریں دوسروں سے لیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ بھی تخلیق کریں اور دوسروں کو بھی دیں"۔⁴⁵

علمی رشد اور نظریہ سازی کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ انسانی علوم کو اپنی مخصوص ثقافت اور جغرافیہ کے مطابق ڈھالا جائے، خاص طور پر وہ علوم جیسے عمرانیات، نفیسات، اقتصاد، مدیریت اور سیاست۔ یہ تمام علوم مادی اور فکری

ترقی کے لیے ناگزیر ہیں، کیونکہ کسی بھی معاشرے کی سیاسی، انتظامی، اقتصادی اور سماجی حرکات براہ راست انسانی علوم کے ماہرین اور مفکرین کی نظریہ سازی پر منحصر ہوتی ہیں۔⁴⁶

انسانی علوم ہی دیگر علم و دانش کی روح ہیں اور یہی علوم معاشرہ کی سمت طے کرتے ہیں جب انسانی علوم غلط اور غیر دینی نیاد پر قائم ہوں گے تو اس کا لازمہ یہ ہو گا کہ ایک معاشرہ کی حرکت منحرف سمت کی جانب ہو گی۔⁴⁷

اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ انسانی علوم کا اسلامی ثناافت اور فکر سے کوئی حقیقی تعلق نہیں، بلکہ یہ مکمل طور پر مغربی انسان، اس کی تہذیب اور طرز فکر کے مظہر ہیں۔ ان علوم کی ترویج اور تدریس سے جو بنیادی مسئلہ پیدا ہوتا ہے، اُسے حضرت آیت اللہ خامنہ ای نہایت واضح انداز میں بیان فرماتے ہیں:

یہ انسانی علوم اسلامی تصور کائنات کے منانی ہیں، کیونکہ ان کی نیاد کسی غیر اسلامی تصور کائنات پر رکھی گئی ہے۔ جب ایسے علوم معاشرے میں رانچ ہوں گے تو انہی کے مطابق افراد تربیت پائیں گے۔ یہی تربیت یافہ افراد آگے چل کر جامعات کے رئیس، اقتصادی وزراء، سیاسی رہنما اور ملکی سلامتی کے ذمہ داران بنیں گے۔⁴⁸

چنانچہ جب پورے نظام کی فکری نیاد مغربی علوم پر قائم ہو گی، تو معاشرے کا متوجہ اور سمت بھی لازماً غیر اسلامی اور مغربی ہو گی۔ اور ان علوم کا اثر صرف تمدن کے آہ جاتی پہلو (جیسے ادارے، نظام، ساختیں وغیرہ) تک محدود نہیں رہتا، بلکہ یہ تمدن کے حقیقی اور باطنی حصے یعنی طرز زندگی، سوچنے کے انداز، اقدار اور ترجیحات پر بھی گہر اثر ڈالتے ہیں۔ چنانچہ جب انسانی علوم کی نیاد غیر اسلامی تصور کائنات پر ہو، تو ان کے اثرات لازماً انسان کے طرز زندگی اور معاشرتی روح میں بھی سرایت کریں گے۔ لہذا حضرت کے بیان میں اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ تمدن اسلامی بھی دوسرے تمدنوں کی طرح دو عناصر سے خالی نہیں ہے: 1، تحقیق فکر؛ اور 2۔ پرورش انسان۔

ان کے مطابق، اس سلسلے میں سب سے اہم کردار ان شخصیات کا ہے جو اسلامی فکر کی تخلیق اور ہدایت کا کام انجام دیتی ہیں، اور وہ افراد جن کی ذمہ داری انسانوں میں ایمان کی روح کو پرداں پڑھانا ہے، یعنی علماء۔⁴⁹ تمدن کے آہ جاتی حصہ کی دوسری مباحث جیسے سیاست، اقتصاد وغیرہ بلا واسطہ انسانی علوم سے مربوط ہیں۔ تمدن کا ایک نہایت اہم جزو صنعت یا کارخانہ ہے، اور اس کا انسانی علوم سے گہرا اور براہ راست تعلق ہے۔⁵⁰ اگر یہ علوم اسلام کے مبادی و اصول پر استوار ہوں گے تو تمدن اسلامی کا حقیقی تحقیق ممکن ہو پائے گا۔

طریقہ زندگی میں انسانی علوم کا کردار

انسانی علوم کا کردار تمدن کے اصلی اور حقیقی حصہ میں بہت اہم ہے کیونکہ یہ طرز زندگی کی تشكیل اور اصلاح کے ضامن ہیں۔ اسلامی طرز زندگی کو مستحکم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ سماج کے مختلف شعبہ جات جیسے خاندان، تعلیمی

ادارے، سیاسی ادارے، بینک، فوج، اور سیکورٹی ادارے، نیز افراد کی ذاتی زندگی کے مسائل مثلاً پہنچنا، کھانا پینا، پڑھنا لکھنا، انسانی رویے اپنے اہل و اعیال، ہمکاروں، ماتحتوں، دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ، وغیرہ کی گہری تحلیل انسانی علوم کے ذریعے کی جائے۔ مطالعات سے ثابت ہوتا ہے کہ معاشرتی تربیت اور افراد کی صلاحیتوں کا فروغ، ان کی زندگی کے انتخاب میں درست رہنمائی فراہم کرتا ہے، جو کہ ایک متوازن اور اسلامی تمدن قائم کرنے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔⁵¹ یاد رہے کہ یہ موضوع نہایت وسیع ہے کہ جس کو بیان کرنے کی بیہاء گنجائش نہیں۔

جدید اسلامی تمدن کے تحقیق میں اسلامی انسانی علوم کی عملی تاثیر

ارشاد پروردگار ہے: آیت قرآنی: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ﴾ (11:13) یعنی: "بے شک اللہ اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جو خود اپنی حالت نہیں بدلتی۔" اس آیہ کریمہ کی روشنی میں کسی بھی تمدن کی بنیاد رکھنا اور اس تمدن کو برپا کرنے، خود لوگوں اور قوموں کے ہاتھ میں ہے۔ اگر ہم جدید اسلامی تمدن کی طرف بڑھنا چاہیں اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب سے پہلے انسانی علوم کو اسلامی بنیادوں پر استوار کریں۔ اس مہم کے چند بنیادی طریقہ کار ہیں جن میں سب سے اہم یہ ہے کہ ہم اس کام کی فکری بنیادیں فراہم کریں۔

دراصل، انسان اور معاشرہ ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں؛ انسان اپنی مادی و معنوی ضروریات معاشرے سے پورا کرتا ہے اور معاشرہ انسان کی تخلیق میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ایک معاشرہ اسلامی تب ہو گا جب اس میں فکری طور پر اسلام غالب ہو اور مغربی نظام و تصورات سے آزاد ہو۔ انسانی علوم کی اسلامی حیثیت صرف جزوی تحقیق یا کتابوں و مقالات سے نہیں آتی، بلکہ ضروری ہے کہ معاشرتی فضا اور عمومی سوچ کو اسلامی رنگ دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے لوگوں کو مغربی ثقافت کے مفہی اثرات سے آگاہ کیا جائے اور انہیں اسلامی معاشرت و تمدن سے روشناس کرایا جائے۔⁵²

یہ کام کافر نسز کے انعقاد، اشتہارات کے ذریعے عمومی آگاہی، چھوٹے بڑے مباحثوں کے انعقاد، معاشرے کے نسبتگان اور تعلیم یافتہ افراد کے درمیان مسئلہ حل کرنے کے لیے مشاورت، تعلیمی اداروں میں مہمات چلانے، میڈیا کے ذریعے شعور بیدار کرنے، اور ہر فرد کی اپنی اپنی جگہ ان اقدامات کو عملی جامہ پہنانے سے ممکن ہو سکتا ہے۔ اگر معاشرتی فضایوں قائم ہو جائے تو پھر وہ معاشرہ علم کا پیاسا ہو گا، اور پھر اسلامی انسانی علوم کو رانج کرنا آسان ہو گا اور جدید اسلامی تمدن کا حصول ممکن ہو سکے گا۔ ان شاء اللہ۔

نتیجہ

اسلامی انسانی علوم کی بنیاد استوار کرنے کے لیے ضروری ہے کہ موجودہ مغربی تصورات اور مادلنز سے مکمل طور پر

کنارہ کشی اختیار کی جائے اور ان علوم کو اسلام کے فلسفیانہ اصولوں اور مبادی پر مستحکم کیا جائے، جس کے نتیجے میں ایک جامع اور پائیدار اسلامی تہذیب ممکن ہو سکے گا۔ معاشرتی فضا، خصوصاً غالب مغربی پر اڈائیم، انسانی علوم کی سمت اور مفہوم کی تعین میں مرکزی کردار ادا کرتی ہے، اس لیے اس فضا کی تبدیلی اور اسلامی ثقافت کے فروغ پر بھرپور توجہ دی جانی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ، جدید اسلامی تہذیب کی تشكیل میں مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق نہایت اہم ہے، جیسا کہ اسلامی تاریخ کے بڑے مفکرین اور معاصر علماء نے اس بات پر زور دیا ہے؛ یہ فریضہ تمام مسالک اور فرقوں سے بالاتر ہو کر سماجی فکری اور عملی کوشش کا مقاضی ہے۔ آخر میں، آیت اللہ خامنہ ای کے نظریات کی روشنی میں تہذیب کے دونیادی پہلو آہے جاتی اور حقیقی میں انسانی علوم کا کلیدی کردار ہے، جنہیں جدید اسلامی تہذیب کی تشكیل میں مؤثر طریقے سے بروئے کار لانا لازمی ہے تاکہ ایک متوازن، خوشحال اور معنویت سے بھرپور معاشرہ قائم کیا جاسکے۔

References

1. Ahmad Hussain Sharifi, *Mabani Uloom E Insani Islami*, (Tehran, Antasharat Tuwsai Aftab, 1394 SH), 27-30.
احمد حسین شریفی، مبانی علوم انسانی اسلامی، (تہران، انتشارات آفتاب توسعہ، 1394 ش)، 27-30۔
2. Hussani & Ali pur, *Paradim Ejtehadi Danesh Dini* (Paad), (Qom, Pozuhishgah Howza wa Danishgah, 1389SH).
حسینی دلیل پور، پارادیم اجتہادی دانش دینی (پااد)، (قم، پژوهشگاه حوزہ و دانشگاہ، 1389 ش)، 55۔
3. Muhammad Taqi Misbah Yazdi, *Jaima Wa Tarikh Az Didegah E Quran*, (Tehran, Sazman Tablighat E Islami, 1372 SH), 16.
محمد تقی مصباح یزدی، جامعہ و تاریخ از دیدگاه قرآن، (تہران، سازمان تبلیغات اسلامی، 1372 ش)، 16۔
4. Ahmad Hussain Sharifi, *Mabani Uloom E Insani Islami*, 105.
احمد حسین شریفی، مبانی علوم انسانی اسلامی، 105۔
5. Syed Mehdi Mosavi, *Dar Amadi Bar Uloom E Insani Dar Andishai Hazrat Ayatollah al uzma Khamenei*, (Tehran, Antasharat Inqalab E Islami, 1403SH), 255-258.
سید مهدی موسوی، در علوم انسانی اسلامی در اندریشہ حضرت آیت اللہ العظمی خامنہ ای، (تہران، انتشارات انقلاب اسلامی، 1403 ش)، 255-258۔

6. Ahmad Hussain Sharifi, *Mabani Uloom E Insani Islami*, 163 -169.
احمد حسین شریفی، مبانی علوم انسانی اسلامی، 163-169۔
7. Ibid, 169.
الیضاً، 169۔
8. Ibid.
الیضاً
9. Syed Mehdi Mosavi, *Dar Amadi Bar Uloom E Insani Dar Andishai Hazrat Ayatollah al uzma Khamenei*, 381.
سید مهدی موسوی، در آمدی بر علوم انسانی اسلامی در اندیشه حضرت آیت اللہ العظمی خامنہ ای، 381۔
10. <https://noo.rs/Gq9UB> دیدار با شورای بررسی کتب علوم انسانی
11. Syed Mehdi Mosavi, *Dar Amadi Bar Uloom E Insani Dar Andishai Hazrat Ayatollah al uzma Khamenei*, 380.
سید مهدی موسوی، در آمدی بر علوم انسانی اسلامی در اندیشه حضرت آیت اللہ العظمی خامنہ ای، 380۔
12. Abne Manzoor, Muhammad bin Mukarum, *Lisan ul Arab*, Vol. 13, (Beirut, Dar e Sadr, 1375 SH), 403.
ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، ج 13، (بیروت، دار صادر، 1375 ش)، 403۔
13. Khalil bn Ahmad, Farahidi, *kitab-ul-Aan*, Vol. 8, (Beirut, Mussasa al-Aalami al-Mtbua, 1367SH), 53.
خلیل بن احمد، فراہیدی، کتاب الصین، ج 8، (بیروت، مؤسسه اعلیٰ المطبوعات (الطبعة الاولی)، 1327 ش)، 53۔
14. <https://dehkhoda.ut.ac.ir/fa/dictionary/%D8%AA%D9%85%D8%AF%D9%86%20>
15. https://udb.gov.pk/result_details.php?word=63256
16. <https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english-urdu/civilization>
17. Will Durant, The Story of Civilization, (New York, Simon and Schuster, 1954), part 1 Our Oriental Heritage 1.
18. Ali Akhber, Wilayati, Farhang wa Tamdan Islami, (Qom, Nashr e Maref, 1390SH), 20.
علی اکبر، ولایتی، فرهنگ و تمدن اسلامی، (قم، نشر معارف، 1390 ش)، 20۔
19. Kareem Safri , “*Mabani E Hasti Shanakhti Tamdun Noin Islami Dar Andisheh Maqam Moazzam Rahbari*”, Journal of Humanities and Islamic Strategic Studies, Vol. 6 , Shumara: 70, (nd.): 137-167.
کریم صفری، ”مبانی ای جست شناختی تمدن نوین اسلامی وار اندیشه مقام معظم رهبری“، جمل آف ہیو میشنیز ایند اسلامک اسٹریجیک اسٹڈیز، جلد 6، شمارہ 70، (کن مدارد) : 137-167۔

20. <https://farsi.khamenei.ir/speech-content?id=23810>
 Mehdi Abu Talibi, "Nashq Uloom E Insani Islami Dar tamadon E Nawin Islami Az Nagah E Maqam Muzam Rehberi", Vol. 2, (Tehran, Antasharat Tuwsai Aftab, 1398 SH), 158.
 مهدی ابوطالبی، " نقش علوم انسانی اسلامی در تمدن نوین اسلامی از نگاه مقام معظم رہبری "، ج 6 (تهران، انتشارات آفتاب توسعه، 1398 ش)۔ 158۔
21. Muhammad Hussain Ali Jan Zaday, *Tamadan Islami*, (Qom, Daftir Antesharat E Marif, 1402SH), 17.
 محمد حسین علیجان زاده، تمدن اسلامی، (قم، دفتر نشر معارف، 1401 ش)، 17۔
22. Ibid, 104.
 ایضاً، 104۔
23. <https://farsi.khamenei.ir/speech-content?id=21246>
24. Syed Mehdi Mosavi, *Algo Haye Kolan Tolid Aloom Ensani Islami dar Baster Inqalaab Islami*, (Tehran, Aftab Towsia, 1394SH), 34.
 سید مهدی موسوی، آگو ہائے کولان تولید علوم انسانی اسلامی و ریاست انقلاب اسلامی، (تهران، آفتاب توسعہ، 1394 ش)۔ 34۔
25. Muhammad Taqi Misbah Yazdi, *Amozesh E Falsafa*, Vol. 1, (Tehran, Sazman Tablighat E Islami, 1401 SH), 30.
 محمد تقی مصباح یزدی، آموزش فلسفہ، ج 1، (تهران، سازمان تبلیغات اسلامی، 1401 ش)۔ 30۔
26. Hamid Parsania, *Jahnehan Hai Ejtemaei*, (Qom, Kitab E Farda, 1392SH), 30.
 حمید پارسانیا، جهان حادی اجتماعی، (قم، کتاب فردا، 1392 ش)۔ 30۔
27. Abu Nasr Muhammad, Alfarabi, *Ihsa' al Ulum*, Persian Trajmah: Hussain Khdujm, (Tehran, Intesharat Ilmi wa Farhangi, 1389SH), 106.
 ابو نصر محمد، الفارابی، احصاء العلوم، فارسی ترجمہ: حسین خدیو جم، (تهران، انتشارات علمی و فرهنگی، 1389)، 106۔
28. Ibid, 109-110.
 ایضاً، 109-110۔
29. Syed Mehdi Mosavi, *Algo Haye Kolan Tolid Aloom Ensani Islami dar Baster Inqalaab Islami*, 35-36.
 سید مهدی موسوی، آگو ہائے کولان تولید علوم انسانی اسلامی و ریاست انقلاب اسلامی، 35-36۔
30. Muhammad Taqi Misbah Yazdi, *Amozesh E Falsafa*, 145.
 محمد تقی مصباح یزدی، آموزش فلسفہ، 145۔

31. Group of writers, *foundations of Islamic Human Sciences from the viewpoint of Ayatullah Misbah Yazdi*, (Musasa Amozesh Wa Parwarish Imam Khomeni, 1397 S.H), 17.
- 32 Muhammad Taqi Misbah Yazdi, *Amozesh E Falsafa*, 63.
محمد تقی مصباح یزدی، آموزش فلسفہ، 63۔
33. William, James, *Principles Of Psychology*, Vol. 1, (New York: Henry Holt and Company, 1918), 183.
34. Muhammad Raza, Khaki, *Tehlil Havit Elam Dini wa Elam Madran*, (Qom, Kitab E Farda 1391 SH), 315-316.
محمد رضا، خاکی، تحلیل صویت علم دینی و علم مدران، (قم، کتاب فردا، 1391 ش) 315-316۔
35. Ahmad Hussain Sharifi, *Mabani Uloom E Insani Islami*, 212.
احمد حسین شریفی، مبانی علوم انسانی اسلامی، 212۔
36. Muhammad Taqi Misbah Yazdi, *Amozesh E Falsafa*, 255.
محمد تقی مصباح یزدی، آموزش فلسفہ، 255۔
37. Ali Raza, Ali Alhami, "Bayasti Hae Thaqeq Uloom Insani mutanasib Ba Tamadon Nawin Islami", (Nasarya E Ilmi Tarikh Farhang Wa Tamadon Islami), Vol. 7, Shumara: 42, (1400 AH); 45.
علی رضا شیرزاد و علی الہامی، "بایستہ حاکی تحقیق علوم انسانی متناسب با تمدن نوین اسلامی"، نشریہ علمی تاریخ فرهنگ و تمدن اسلامی، جلد 7، شماره 42، (1400 ش) 45۔
38. Khaki, *Tehlil Havit Elam Dini wa Elam Madran*, 317.
خاکی، تحلیل صویت علم دینی و علم مدران، 317۔
39. Ali Raza, Ali Alhami, "Bayasti Hae Thaqeq Uloom Insani mutanasib Ba Tamadon Nawin Islami", 42 – 46.
علی رضا شیرزاد و علی الہامی، "بایستہ حاکی تحقیق علوم انسانی متناسب با تمدن نوین اسلامی"، نشریہ علمی تاریخ فرهنگ و تمدن اسلامی، 42 - 46۔
40. Muhammad Nabi Zaday, "Mabani Falsafi Wa Jawy Gha Uloom E Insani Dar Tamadon Nawin Islami", Andisha Tamadoni Islam, 1 Year Shumara. 2, (1395 SH): 14.
محمد نبی زادہ، "مبانی فلسفی و جایگاہ علوم انسانی در تمدن نوین اسلامی"، اندیشه تماذی اسلام، سال اول، شماره 2، (1395 ش) 14۔
41. Ruhollah, Khomeini, Sharah Chal Hadiths, (Tehran, Tanzeem Wa Nashr E Asar E Imam Khomeini, 1376 SH), 386.
روح اللہ، خمینی، شرح چهل حدیث، (تهران، موسسه تنظیم و نشر آثار امام خمینی، 1376 ش) 386۔
42. Muhammad bin Ya'qub, al-Kulayni, *Al-kafi Kitab al-Aqal O Jahal*, Vol. 1, (Tehran, Dar Ul Kitab Al Islamia, 1363 SH), Hadith # 3, 11.

- محمد بن یعقوب، مکہی، اکافی کتاب اعقول و الحجبل، ج 1، (تهران، دارالکتاب الاسلامیہ، 1363 ش)، رقم الحدیث 3، 11۔
43. Abn E Shaba Hassan bin Ali Harani, *Tahf al Aqol an al- E Rasool (PBUH)*, Vol. 1, (Qom, Jamia Mudarrasen, Dafter Antesharat E Islami, 1363 SH), 15.
- ابن شعبہ حسن بن علی حرانی، تخفیف العقول عن آن الرسول ﷺ، ج 1، (قم، جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ، دفتر انتشارات اسلامی، 1363 ش) 15۔
44. <https://farsi.khamenei.ir/speech-content?id=7435>
45. <https://farsi.khamenei.ir/speech-content?id=6917>
46. Ahmad Hussain Sharifi, *Mabani Uloom E Insani Islami*, (Tehran, Antasharat Tuwsai Aftab, 1394 SH), 53 – 54.
- احمد حسین شریفی، مبانی علوم انسانی اسلامی، (تهران، انتشارات آفتاب توسعہ، 1394 ش)، 53-54۔
47. <https://farsi.khamenei.ir/speech-content?id=17466>
48. <https://farsi.khamenei.ir/speech-content?id=10357>
49. Muhammad Hussain Ali Jan Zaday, *Tamadan Islami*, 74-75.
- محمد حسین علیجان زادہ، تہذیب اسلامی، 74-75۔
50. <https://farsi.khamenei.ir/speech-content?id=30199>
51. Mehdi Abu Talibi, "Nashq Uloom E Insani Islami Dar tamadon E Nawin Islami Az Nagah E Maqam Muzam Rehberi", 174.
- مهدی ابوطالبی، " نقش علوم انسانی اسلامی در تہذیب نوین اسلامی از نگاه مقام مظہر رہبری "، 174۔
52. Nabi Zaday, *Andisha Tamadoni Islam*, 109.
- نبی زادہ، اندیشه تہذیبی اسلام، 109۔